حلال اور حرام جانور

مفتی نقاش چمن قادری

ناشر:۔ ارفع اسلامک اکیڈمی انٹر نیشنل

حلال اور حرام جانور

مفتی نقاش چمن قادری رضوی

ناشر
ارفع اسلامک اکیڈمی انٹرنیشنل

کھانا انسانی ضروریات میں سے ایک اہم بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر انسان کا زندہ رہنا ممکن نہیں ہے۔ ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو مختلف انواع و اجناس کے کھانے کا حکم دیتا ہے۔ بدھ مت اور ہندو مذہب کے فرقے گوشت کھانے کو ناپسند کرتے ہیں۔ کئی مذاہب گوشت کھانا اپنے لئے فرض یا واجب قرار دیتے ہیں اسی جنگ میں وہ لوگ حلال و حرام کی تمیز سے آزاد ہو چکے ہیں۔

ہمارا دین اسلام ہمیں طیب و طاہر رہنے اور طیب اور طاہر اشیاء کے استعمال کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کے کچھ اثرات ہوتے ہیں جو وہ اپنے استعمال کرنے والوں میں بھی منتقل کر دیتا ہے مثلاً اگر کوئی سور(خنزیر) کا گوشت کھائے گا تو وہ غیرت اور بے غیرت ہونے کے فرق سے پاک ہو جائے گا۔ کیونکہ سور اس فرق سے پاک ہوتا ہے۔ وہ کبھی بھی اپنی مادہ پر غیرت نہیں کھاتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج جو لوگ اس کا گوشت بطور غذا یا بطور لذت استعمال کرتے ہیں وہ بھی اس جیسی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں۔

ہمارے دین نے اس فرق کو واضح کر دیا کہ کون سا کھانا تمہارے لیئے حلال ہے اور کون سا حرام۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیراللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم۔

(سورۃ البقرہ آیت 173)

ترجمہ:۔ اس نے یہ ہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ تو جو ناچار ہوں نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے شروع میں لفظ **انما** آیا ہے یہ لفظ حصر کے لئے آتا ہے اور یہاں حصر اضافی ہے یعنی اے مشرکو! جسے تم حرام سمجھتے ہو وہ حرام نہیں تمہارے حرام کہہ دینے سے کوئی شے حرام نہیں ہوتی۔ اللہ نے اشیاء کو حلال پیدا فرمایا ہے حرام صرف یہ چیزیں ہیں جن کا بیان اللہ نے اس آیت میں کر دیا۔ بعض حرام اشیاء کا بیان اس آیت میں ہے جبکہ بعض کا بیان دوسری آیت میں ہے۔

حرمت علیکم المیتۃ و الدم و لحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ و المنخنقۃ و الموقوذۃ و المتردیۃ و النطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب و ان تسقسموا بالازلام ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفرو من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم

نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔

(سورۃ المائدہ آیت 3)

ترجمہ:۔ تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہو اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو، اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔ آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچارہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس حصر کا ایک معنی یہ بھی لیا گیا ہے کہ تم نے اپنے اوپر بہت سی چیزیں حرام کر لی تھی جن کی وجہ سے تم پر تنگی تھی ہم نے وہ تنگی تم سے دور کر دی ہے صرف یہ مذکورہ اشیاء حرام ہیں باقی میں رخصت ہے۔ **(تفسیر روح المعانی ج 2 ص 43)**

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی جانوروں کے حلال اور ہونے کی وضاحت کی گئی ہے۔

حدیث 1:۔ ترمذی نے عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خیبر کے دن کیلے والے درندہ اور پنجہ والے پرند سے اور گھریلو گدھے اور مجثمہ اور خلیسہ سے ممانعت فرمائی اور حاملہ عورت جب تک وضع حمل نہ کر لے اس کی وطی سے ممانعت فرمائی یعنی حاملہ لونڈی کا مالک ہو یا زانیہ عورت حاملہ سے نکاح کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اس سے وطی نہ کرے۔

(جامع الترمذی کتاب الاطعمۃ ج 3 ص 150 ح 1479)

مجثمہ:۔ یہ ہے کہ پرندے یا کسی جانور کو باندھ کر اس پر تیر مارا جائے۔

خلیسہ:۔ یہ ہے کہ بھیڑیے یا کسی درندہ نے جانور پکڑا اس سے کسی نے چھین لیا اور ذبح سے پہلے وہ مر گیا۔

حدیث 2:۔ ابوداود و دارمی جابر (رضی اللہ عنہ) سے راوی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جنین (پیٹ کے بچے) کا ذبح اس کی ماں کے ذبح کی مثل ہے۔

(سنن ابی داود کتاب الضحایا ح 2727 ج 3 ص 138)

حدیث 3:۔ احمد و نسائی عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) سے راوی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا اس سے اللہ تعالی قیامت کے دن سوال کرے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا حق کیا ہے فرمایاکہ اس کا حق یہ ہے کہ ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ سر کاٹے اور پھینک دے۔

(المسند لامام احمد بن حنبل ح 6562 ج 2 ص 567)

حدیث 4:۔ ترمذی و ابوداود ابو واقد لیثی (رضی اللہ عنہ) سے راوی کہتے ہیں جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں یہاں کے لوگ ذندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور زندہ دنبہ کی چکی کاٹ لیتے حضور سرور عالم (صلی اللی علیہ وسلم) بے فرمایا" زندہ جانور کا جو ٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے وہ کھایا نہ جائے۔

(جامع ترمذی ح 1485 ج 3 ص 153)

حدیث 5:۔ دارقطنی جابر (رضی اللہ عنہ) سے راوی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا " دریا کے جانور (مچھلی) کو خدا نے حلال کر دیا ہے۔

(سنن الدارقطنی ح 4666 ج 4 ص 317)

حدیث 6:۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے انھوں نے حمار وحشی (گورخر) دیکھا اس کا شکار کیا حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" کیا تمھارے پاس اس کے گوشت کا کچھ ہے؟ عرض کیا ہاں اس کی ران ہے اس کو آقا (علیہ الصلوۃ والسلام) نے قبول فرمایا اور کھایا۔

(صحیح مسلم ح 57۔1196۔63 ص 611۔613)

حدیث 7:۔ صحیحین میں انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی کہتے ہیں ہم نے مر الظہران **(یہ مکہ کے نزدیک ایک علاقہ ہے)** میں خرگوش بھگا کر پکڑا میں اس کو ابو طلحہ کے پاس لایا انھوں نے ذبح کیا اور اس کی پٹھ اور رانیں آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں بھیجیں نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبول فرمائیں۔

(صحیح البخاری ح 5479 ج 3 ص 554)

حدیث 8:۔ صحیحین میں ابو موسی اشعری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

(صحیح البخاری ح 5518 ج 3 ص 563)

حدیث 9:۔ ترمذی نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جلالہ (وہ جانور جو گندگی کھائے) کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔

(جامع الترمذی ح 1731 ج 3 ص 324)

حدیث 10:۔ امام احمد و ابن ماجہ و دارقطنی ابن عمر (رضی اللہ عنھما) نے فرمایا:۔ ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں۔ دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ح 3314 ج 4 ص 32)

اس کے علاوہ بھی باکثرت احادیث موجود ہیں جن میں حلال حرام جانوروں کا بیان موجود ہے۔

حرام جانور کی پہچان کا قاعدہ:۔

فتاوی ہندیہ وغیرہ میں حرام جانور کی پہچان کا نفیس قاعدہ بیان ہوا ہے وہ یہ کہ جانور دو قسم کے ہیں۔

1۔ دریائی جانور

2۔ خشکی کے جانور

دریائی جانور سب حرام ہیں سوائے مچھلی کے۔

خشکی والے پھر دو قسم ہیں۔

1۔ پرندے

2۔ چرندے یعنی ہوائی اور زمینی۔

پرندے پھر دو قسم کے ہیں۔

1۔ ایک خون والے

2۔ دوسرے بے خون۔

بغیر خون سب حرام ہیں سوائے ٹڈی کے۔

خون والے جو پنجے سے پکڑ کر چیز کھائیں وہ حرام، باقی حلال۔

زمینی جانور (چرندے) بھی دو قسم کے ہیں۔

1۔ خون والے

2۔ بے خون والے

بے خون سب حرام ہیں۔ خون والے کیڑے مکوڑے (سانپ، بچھووغیرہ) اور جو کیل والے ہوں جیسے کتا، بلی وغیرہ وہ حرام باقی حلال۔ اس قاعدے سے صرف تین جانور خارج ہیں۔ اونٹ۔ گھوڑا۔ طوطا۔

ذکاۃ شرعی:۔

دو قسم پر ہیں۔

1:۔ اختیاری

2:۔ غیر اختیاری

(الف) ذکاۃ اختیاری کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ ذبح

2۔ نحر

(ب) ذکاۃ غیر اختیاری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ یا تیر وغیرہ جھونک کر خون نکال دیا جائے۔ یا شکاری جانور کے ذریعے اسے شکار کیا جائے۔ اس سے مخصوص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے۔ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ جھونک کر رگیں کاٹنا نحر کہلاتا ہے۔ اور ذبح اختیاری میں حلق اور سینہ کے بالائی حصہ میں چار رگیں اللہ کے نام پر کاٹنا ذبح شرعی ہے۔ حلقوم (سانس کی نالی) مری (جس سے کھانا اترتا ہے) ان دونوں کے اطراف میں دو رگیں اور ہیں جن میں خون کی روانی ہوتی ہے ان کو ودجین کہتے ہیں۔

(بدائع الصنائع ج 5 ص 60) (در مختار معہ ردالمختار ج 5 ص 294) (فتاوی قاضی خان ج 4 ص 342)

وما اھل بہ لغیر اللہ:-

اھل یہ لفظ ھلال سے بنا ہے جس کا معنی ہے پہلی رات یا دوسری رات کا چاند بلکہ تیسری رات کے چاند کو بھی ھلال کہتے ہیں۔

(مفردات امام راغب ص 544۔ مصباح اللغات ص 999)

اھلال اور **استھلال** کا معنی ہے چاند دکھانا۔ چونکہ اس وقت شور مچتا ہے کہ چاند وہ ہے چاند وہ ہے اسی مناسبت سے ہر پکارنے والے کو **اھلال** اور **استھلال** کہہ

دیتے ہیں۔ عرف اور شرع میں **اهلال** سے مراد ذبح کے وقت کی آواز کو **اهلال** کہتے ہیں۔

(تفسیر روح المعانی ج 2 ص 42) (تفسیرات احمدیہ ص 44) (تفسیر کبیر ج 5 ص 12) (تفسیر قرطبی ج 2 ص 223 وغیرھا)

گویا جمہور مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ "**وما اهل به لغیر الله**" سے مراد بوقت ذبح آواز بلند کرنا ہے۔

آیت کے اس جزو سے عموما لوگ غلط مفہوم اخذ کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور بچارے بھولے بھالے مسلمانوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کو پیش کر کے اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جو لوگ نذر و نیاز وغیرہ کے لیے بکرا۔ یا کوئی بھی جانور لاتے ہیں وہ ناجائز و حرام ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ غیر خدا کا نام اگر تکبیر کے وقت پکارا جائے تب جانور حرام ہو گا یعنی اگر کوئی **بسم الله الله اکبر** کی جگہ **بسم الله و اسم فلان(غوث اعظم وغیرھا)** کا نام لیا جائے تب جانور حرام ہو گا۔

یہاں اس نقطے کو بھی سمجھنا بے حد ضروری ہے کہ ذبح کرتے وقت **بسم اللہ** کے ساتھ غیر خدا کا نام لینے کی دو صورتیں ہیں۔

1۔ اگر غیر خدا کا نام بغیر عطف ذکر کیا مثلا یوں کہا"**بسم الله محمد رسول الله**" یا "**بسم الله تقبل من فلان**" تو ایسا کرنا مکروہ گناہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہو گا۔

2۔ اور اگر غیر خدا کا نام عطف کے ساتھ ذکر کیا مثلا" **بسم الله و اسم فلان**"اس صورت میں جانور حرام ہوگا کہ یہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوا۔

ذبح کی ایک تیسری صورت یہ بھی ہے کہ ذبح سے پہلے (مثلا جانور کو لٹانے سے پہلے) اس نے کسی کا نام لیا یا ذبح کرنے کے بعد نام لیا تو اس میں حرج نہیں، جس طرح قربانی اور عقیقہ میں دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور قربانی میں ان لوگوں کے نام لیے جاتے ہیں جب کی طرف سے قربانی ہے اور حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے نام بھی لیے جاتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے اور ذبیحہ حلال ہے۔

(هدایہ اخرین کتاب الذبائح۔ در مختار مع ردالمختار ج 6 ص 299۔ فتاوی قاضی خان ج 4 ص 299۔ احکام القران ج 2 ص 306 تا 307۔ البحر الرائق ج 8 ص 169)

بلکہ جو آقا نامدار مدینے کے تاجدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قربانی کرتے وقت اپنا نام مبارک اپنی اہل بیت کا اور اپنی امت کے غرباء کا ذکر فرمایا۔

چنانچہ ارشاد ہوا۔

بسم اللہ اللھم تقبل من محمد و ال محمد و من امۃ محمد۔

ترجمہ:۔ اللہ کے نام پر (ذبح کرتا ہوں) اے اللہ! اسے مجھ محمد میری ال اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

(رواہ مسلم عن عائشہ بحوالہ مشکوۃ باب الاضحیہ)

بلکہ ایک اور حدیث میں ہوں ارشاد ہوا۔ (معروف دعا مانگنے کے بعد آپ نے کہا)

اللھم منک ولک عن محمد و امتہ بسم اللہ و اللہ اکبر ثم ذبح۔

ترجمہ:۔ اے اللہ یہ تجھ ہی سے ہے اور تیرے لیے ہے مجھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

(رواہ احمد و ابو داود و ابن ماجہ و الدارمی بحوالہ مشکوۃ باب الاضحیۃ)۔

ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح سے پہلے جانور پر اگر کسی عزیز یا بچے یا اولیاء اللہ کا نام کیا جائے اور کہا جائے یہ فلاں کی طرف سے قربانی ہے یافلاں کا عقیقہ ہے یا فلاں ولی اللہ کی نذر ہے اور بوقت ذبح اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے تو جانور حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے بلکہ فقہائے کرام تو فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ مطلوب ہے۔ ملاحظہ ہو۔

لاباس بہ بل ہو مطلوب۔

(حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار ج 5 ص 154)

امام اجل امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں۔

قال الرفعی هذا انما يذبحو نه استبشار ا بقدومه فهو كذابح العقيقة لولادة المولود و مثل هذا لا يوجب التحريم۔

ترجمہ:۔ امام رافعی فرماتے ہیں کہ بادشاہ کی آمد پر جانور اس لیے ذبح کرتے ہیں کہ اس کی آمد کی خوشی کا اظہار ہے یہ ذبح تو عقیقہ کے ذبح کی مانند ہے جو بچے کی پیدائش کی خوشی میں ذبح کیا جاتا ہے۔ یہ خوشی تو اس جانور کو حرام نہیں کرتی۔

(مسلم شریف مع شرح امام نووی ج 2 ص 161)

امام ملا جیون فرماتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی نذر مانے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں گائے یا بکری فلاں ولی اللہ کے لیے ذبح کوں گا۔ نذر پوری ہونے پر وہ جانور اللہ کے نام پر ذبح کر کے اس کا ثواب اس ولی اللہ کو پیش کرے تو یہ ذبیحہ حلال ہے اس کا کھانا حلال ہے۔

(تفسیرات احمدیہ ص 45)

یہاں ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تفسیر عزیزی میں **وما اهل به لغیرالله** کی تفسیر میں اس قسم کی عبارت پائی جاتی ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس کا معنی ہے" غیرخدا کے نام منسوب کرنا"۔ اہل سنت وجماعت شاہ عبدالعزیزکومستنداور معتمد شخصیت مانتے ہیں لہذا جب انہوں نے فرما دیا تو ماننا پڑے گا کہ یہ حرام ہے گناہ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب کی تفسیر کی یہ عبارت الحاقی ہے کسی نے آپ کی تفسیر میں تحریف کرتے ہوئے یہ جملہ اضافہ کردیا ہے۔ کیونکہ آپ کی دیگر تحریرات اسکی نفی کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ کے شاگرد عزیز شاہ عبدالروف اپنی

تفسیر "تفسیر روفی" میں اس کہ صراحت فرماتے ہیں کہ کسی نے یہ عبارت آپ کی تفسیر میں الحاق کر دی ہے یہ آپ کا موقف نہیں۔

یہ بات قطعا ضروری نہیں کہ تمام جانور عرب میں پائے جائیں اور ان کا حکم بھی احادیث میں موجود ہواور نہ ہی موجودہ تمام جانوروں کے احکام حضور علیہ السلام نے بیان فرمائیں ہوں بلکہ بہت سے جانور آقا علیہ السلام نے تناول نہیں فرمائے۔ لہذا ہمیں فقہائے عظام کے قائم کردہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں (جو انہوں نے قرآن و حدیث کے گہرے مطالعے کے بعد مرتب فرمائے ہیں) اس جانور کی حلت و حرمت کو واضح کرنا ہو گا۔ ذیل ہیں کچھ قواعد ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ حلال و حرام جانور کی تمیز ہو سکے۔

قواعد و ضوابط:۔

قاعدہ 1۔ نوکیلے دانتوں والے جانور جو اپنے نوکیلے دانتوں سے شکار کرتے ہیں حرام ہیں۔ مثلاً شیر، چیتا، لومڑی، کتا وغیرہ۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 507)

قاعدہ 2۔ پنجے والے پرندے جو پنجے سے شکار کرتے ہیں حرام ہیں۔ جیسے شکرا، باز، چیل وغیرہ۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 507)

قاعدہ 3۔ حشرات الارض حرام ہیں۔ جیسے چوہا، چھپکلی، گرگٹ، سانپ، بچھو، بھڑ، مینڈک، پسو وغیرھا۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 507)

قاعدہ 4۔ گھریلو گدھا اور خچر حرام ہیں اور جنگلی گدھا جیسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے۔ گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں کہ یہ آلہ جہاد ہے اسکے کھانے میں تقلیل آلہ جہاد ہوتی ہے لہذا نہ کھایا جائے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 507)

نوٹ:۔ گھوڑا فی نفسہ حلال ہے اسکا کھانا جائز ہے۔ لیکن سابقہ زمانے میں گھوڑا چونکہ آلہ جہاد تھا اور اندیشہ تھا کہ اگر گھوڑے کو بھی کھانے کا حکم دے دیا جائے تو آلہ جہاد میں کمی واقع ہوگی لہذا اس علت کی بنا پر اس کا کھانا اور ذبح کرنا منع تھا۔ اصول فقہ ہے کہ جب کسی چیز کی علت ختم ہو جائے تو اس کا حکم بھی

ختم ہو جاتا ہے (اشباہ و النظائر) تو اب اس اصول کی روشنی میں اب گھوڑا آلہ جہاد نہیں رہا بلکہ اب آلات جنگ و جدل بدل گئے ہیں لہذا اب گھوڑا کھانا حلال ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ گھوڑا خالصتا گھوڑا ہی ہو۔ (فقیر نقاش غفرلہ)

قاعدہ 5۔ کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 509)

قاعدہ 6۔ غراب البقع یعنی کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 509)

کوے کی اقسام:۔

1۔ ایک وہ کہ صرف دانہ کھاتا ہے اس کو مارسی میں زاغ کہتے ہیں اور عربی میں غراب الزرع کہتے ہیں۔

2۔ دوسرا وہ کہ صرف مردار کھاتا ہے اسکو عربی میں البقع کہتے ہیں یہ حرام ہے۔

3۔ تیسرا وہ کہ پنجہ سے شکار کرتا ہے عربی میں اسکو غرف کہتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

4۔ چوتھا وہ جو کہ دانہ بھی کھاتا ہے اور مردار بھی اس کو عکہ اور عقعق کہتے ہیں۔

قاعدہ 7۔ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے۔ جب کہ جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بناء پر اس کی حلت و حرمت میں بھی اختلاف ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 511)

مچھلی کے احکامات:۔

جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹ گئی وہ حرام ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 511)

پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مر گئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور

وہ مر گئی یا جال میں پھنس کر مر گئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مر گئیں اور یہ معلوم ہے کہ اس کے ڈالنے سے مریں یا گھڑے

یا گھڑے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مر گئی ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 512)

چھوٹی مچھلیاں بغیر شکم چاک کئے بھون لی گئیں ان کا کھانا حلال ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 515)

زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے اور اسکے کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مر گئی تو وہ بھی حلال ہے۔

(الھدایہ کتاب الذبائح ج 2 ص 354)

مچھلی کا خون طاہر اور حلال ہے در حقیقت یہ خون نہیں۔

(احکام القران از جصاص ج 1 ص 222)

قاعدہ 8۔ جو جانور غلیظ کھانے کے عادی ہیں جیسے گائے، بکریاں یا مرغیاں وغیرہ ان کو جلالہ کہتے ہیں۔ ان کے جسم اور گوشت میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے ان کو کئی دن تک باندھ کر رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب ان کی یہ عادت ختم ہوجائے تب ان کو ذبح کر کے کھائیں۔ ورنہ کھانا مکروہ ممنوع ہے۔

(فتاوی عالمگیری ج 5 ص 289 تا 290)

قاعدہ 9۔ ایسا جانور جو اپنا پیشاب پینے کا عادی ہو جیسے وہ بکرا جو خصی نہ ہو ایسے جانور کے جسم

سے بھی بدبو آتی ہے اگر اس کی بدبو زائل ہو جائے تو کھانے کی اجازت ہو گئی ورنہ ایسے جانور کو کھانا مکروہ و ممنوع ہے۔

(بہارشریعت حصہ 15 ص 325)

قاعدہ 10۔ جانور کو ذبح کیا اور وہ اٹھ کر بھاگا اور پانی میں گر کر مر گیا یا اونچی جگہ سے گر کر مر گیا تو اس کا کھانا جائز و درست ہے وہ حلال ہے۔

(فتاوی عالمگیری ج 5 ص 290)

قاعدہ 11۔ زندہ جانور کے جسم کا کوئی بھی حصہ کاٹ کر کھانا مثلا دنبہ کی چکی یا اونٹ کی کوہان یا سینے سے کلیجی، حرام ہے۔

(الدرالمختار کتاب الذبائح ج 9 ص 516 تا 517)

قاعدہ 12۔ جن جانوروں کے ماں باپ میں ایک حلال ہو اور دوسرا حرام ان میں اعتبار ماں کا ہے۔ اگر ماں حلال ہے بچہ بھی حلال ہے۔ اگر ماں حرام ہے تو بچہ

بھی حرام ہے جیسے بغل یعنی خچر۔ جب ماں اسکی گدھی ہو تو خچر حرام ہے اور جب ماں گھوڑی ہو تو صاحبین کے نزدیک بلاشبہ حلال ہے۔

(حلال و حرام جانور از مفتی فیض احمد اویسی ص 12)

قاعدہ 13۔ بعض وحشی جانور حلال ہیں۔ جیسے وحشی گائے۔ وحشی بکری۔ وحشی بھینس۔ ہرن وغیرہ۔

قاعدہ 14۔ مردار جانور کا گوشت نجس ہے اس پر اجماع امت ہے۔

(حاشیہ تفسیرات احمدیہ ص 44)

قاعدہ 15۔ مردار جانور کا چمڑا اور کھال نجس ہے البتہ دباغت سے کھال پاک ہو جائے گی۔ دباغت کے بعد چمڑا اور کھال سے نفع لینا۔ استعمال کرنا۔ اسکا بیچنا جائز ہے۔ اس پر نماز پڑھنا بچھا کر اس پر بیٹھنا جائز ہے ماسوا خنزیر اور آدمی کے۔

(احکام القران از جصاص ج 1 ص 115)

قاعدہ 16۔ مردار کے بالوں، اون، سینگ، ہڈی، پٹھے، کھر وغیرہ سے انتفاع جائز ہے بشرطیکہ ان پر چکناہٹ نہ ہو۔

(در مختار مع ردالمختار ج 6 ص 308۔ تفسیر قرطبی ج 2 ص 219)

قاعدہ 17۔ مردار کے گوشت سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے اسکی خرید و فروخت ممنوع اور حرام ہے

حتیٰ کہ اپنے کتوں اور شکاری جانوروں کو بھی نہ کھلائے کہ یہ بھی ایک قسم کا انتفاع یہ ہے۔

(جامع احکام القران از قرطبی۔ احکام القران از جصاص ج 1 ص 107)

قاعدہ 18۔ ذبح کے بعد جانور کے پیٹ سے جو بچہ نکلا اگر زندہ ہے تو اسے ذبح کر کے کھا سکتے ہیںورنہ نہیں۔

(تفسیر کبیر ج 5 ص 19۔ تفسیر روح المعانی ج 2 ص 36)

قاعدہ 19۔ مردار جانور مثلاً بکری، بھیڑ، بھینس، گائے کے تھنوں سے اگر دودھ نکلے تو وہ طاہر اور حلال ہے۔

(احکام القران از جصاص ج 1 ص 120)

قاعدہ 20۔ خنزیر نجس العین ہے اسکا گوشت پوست ہڈی، چمڑا، بال، چربی وغیرہ سب حرام ہیں ان کا استعمال ناجائز ہے۔ صرف بوقت ضرورت اسکے بالوں سے کھال کو سینے کی اجازت ہے۔ اسکے بدن کے تمام اجزاء نجس اور حرام ہیں۔

(تفسیرات احمدیہ ص 44۔ تفسیر قرطبی ج 2 ص 223۔ احکام القران از جصاص ج 1 ص 124۔ احکام القران از ابن العربی ج 1 ص 54۔ تفسیر روح المعانی ج 2 ص 42۔ تفسیر مظہری ج 1 ص 293)

قاعدہ 21۔ حلال جانور کے مندرجہ ذیل اعضاء حرام ہیں۔ خون، پتہ، مثانہ، نرکا ذکر، مادہ کی فرج، دبر، فوتہ، تلی، گردہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناپسند تھے۔ ایسے ہی اوجھڑی وغیرہ۔

(بدائع الصنائع ج 5 ص 90)

قاعدہ 22۔ اکراہ و اضطرار کی صورت میں حرام کھانا جائز ہے مگر بقدر ضرورت۔

اکراہ سے مراد اگر کسی نے اسے حرام کھانے پر مجبور کیا کہ نہ کھائے گا تو اسے قتل کر دے گا اور اسے غالب گمان ہو کہ وہ واقعی ایسا کر دے گا تو اس صورت میں بقدر ضرورت اجازت ہے۔

اضطرار سے مراد کسی شخص کے پاس اگر حرام کے علاوہ کھانے یا پینے کو کچھ نہ ہو اور اسے غالب گمان ہو کہ نہیں کھائے گا تو مر جائے گا تو اب ایسے

شخص کو بھی بقدر ضرورت حرام کھانا جائز ہو جائے گا۔

(تفسیرات احمدیہ ص 45۔ احکام القران ج 1 ص 126۔ تفسیر کبیر ج 5 ص 24)

سوال:۔ اس مسئلے کی روشنی میں تو حرام بطور دوا بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بیماری سے بھی انسان مر رہا ہوتا ہے؟

جواب:۔ حرام بطور غذا استعمال کرنے میں حتمی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت کھانے سے جان بچ جائے گی۔ مگر بطور دوا میں اس چیز کا یقین کامل نہیں ہوتا لہذا دوا کو غذا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے **ردالمختار ج 6 ص 338** میں ایسا ہی لکھا ہے۔

ترک فعل اور منع فعل کا فرق:۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی کام نہ کرنا اور ہے اور آپ کا کسی کام سے منع کرنا کچھ اور ہے۔ کسی چیز کے نہ کرنے سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

مثلا حجۃالاسلام امام ابوبکر بن علی الرازی الجصاص نے اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان فرمائی۔

ان النبی(صلی اللہ علیہ وسلم)سئل عن الجراد قال اکثر جنود اللہ لا اکلہ ولا احرمہ۔

ترجمہ:۔ نبی پاک (علیہ الصلوۃ والسلام) سے جراد کے بارے میں سوال ہو تو آپ نے فرمایا اللہ کے بہت لشکر (جانور) ایسے ہیں کہ میں انہیں کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہو۔

(احکام القران از جصاص ج 1 ص 110)

امام الائمہ امام اعظم (رضی اللہ عنہ) نے بھی کچھ الفاظ کی تبدلی کے ساتھ اس حدیث کو **جامع المسانید ج 1 ص 79،80** میں ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کے ذکر کے بعد امام ابوبکر جصاص نے ایک قانون اخذ فرمایا۔

ومالم یحرمہ النبی(صلی اللہ علیہ وسلم) فھو مباح و ترکہ اکلہ لا یوجب حظرہ اذ جائز ترک اکل المباح و غیر جائز نفی التحریم عما ھو محرم۔

(احکام القران از جصاص ج 1 ص 110)

ترجمہ:۔ جسے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام نہیں کیا وہ مباح ہے آپ کا نہ کھانا ممانعت کو واجب نہیں کرتا کیونکہ مباح چیز کو نہ کھانا جائز ہے مگر یہ جائز نہیں کہ حرام کی حرمت بیان نہ کی جائے۔

لہذا ترک فعل کچھ اور ہے اور منع فعل کچھ اور ہے ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اس سے اکثرلوگ غافل ہیں۔ مسلمانوں میں رائج بعض امور خیر مثلا فاتحہ، ایصال ثواب کی محافل، تیجہ، دسواں، چالیسواں، سالانہ ختم شریف عرس میلاد محافل ذکر نعت خوانی مزارات اولیاء کو پختہ بنانا ان پر گنبد بنانا جلسے جلوس مدارس مکاتب بزرگان دین کے آستانے وغیرہ جو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ مبارک میں نہ تھے نہ حضور نے منع فرمایا۔ بلکہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ آقا(علیہ السلام) نے انہیں نہیں کیا۔ یہ امور خیر اور افعال مستحبہ اور جائز ہیں اس کو کوئی بھی ذی علم فرض و واجب نہیں کہتا۔ ان کہ کرنے میں ثواب اور اجر ہے بشرط کے دائرہ شریعت میں کیے جائیں اور جو انہیں منع بدعت اور شرک ایسے القابات سے موسوم کرتا ہے وہ شریعت پر افترا کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

لعنت اللہ علی الکذبین۔

(سورہ ال عمران آیت 61)

ترجمہ:۔ اللہ تعالی کی لعنت ہے جھوٹوں پر۔

تمت

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد واله و صحبه اجمعین .برحمته وهو ارحم الراحمین۔

الفقیر نقاش چمن قادری رضوی غفرلہ۔

11شعبان 1438ھ